مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی واصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

گروہ بندی کا مرض

اب ہمارے اندر تحزب اور گروہ بندی کا مرض آگیا ہے اگر ہم مخلوق کا دینی نفع پسند کرتے تو دوسرے نفع پہنچانے والوں سے ناخوش نہ ہوتے بلکہ ہمکو خوشی ہوتی کہ اچھا ہوا وہ بھی دین کے کام میں میرا مددگار ہے میرا بوجھ اس نے ہلکا کردیا اب میں دین کا دوسرا کام کروں گا مگر افسوس ہماری حالت یہ ہے کہ اگر ہمارے بزرگوں سے کسی عالم کو کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو چاہے اس عالم سے دین کا فیض ہمارے بزرگوں سے بھی زیادہ ہورہا ہو اس سے خوش نہیں ہوں گے نہ اس کے مرنے پر حسرت ورنج ہوتا ہے بلکہ کسی درجہ میں خوشی ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ

(انفاس عیسی)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ، ٹملناڈو

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۷)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

(۱) ترجمہ اذکار نماز اَعُوۡذُ ''پناہ چاہتا ہوں میں۔''

(۲) نماز کی سنتیں (۷) ''ہاتھ باندھتے وقت داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھنا۔

(۳) بڑے بڑے گناہ جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں) (۷) بلاوجہ کسی کو بُرا بھلا کہنا۔

(۴) گناہ کے نقصانات جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۷) دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ نیک کاموں کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل ختم ہو جاتی ہے اور جسم چونکہ دل کے تابع ہے اس لئے وہ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بظاہر تندرست وقوی کفار بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکتے تھے۔

(۵) طاعت کے فائدے جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۷) اللہ تعالیٰ مومن صالح سے تمام آفات وشرور کو دور کر دیتا ہے۔

ماھنامہ

دعوۃ الحق

جلد (۱)

شوال المکرم

۱۴۲۶ھ

شمارہ (۷)

نومبر

۲۰۰۵ء

اجازت فرمودہ	محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ
زیرِ نگرانی	حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق
مدیر مسئول	مولانا قاری محمد عارف رحیمی زید مجدھم
ترتیب و تقدیم	علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق
قیمت ۱۰ روپے	سالانہ زرِتعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے
منجانب	مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع و ناشر حکیم وصی اللہ نے انٹرا گرافکس بنگلور سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلّیا

ابتدائیہ

دین کے ہم محتاج ہیں
نہ کہ دین ہمارا

دین کے حاصل کرنے میں ہمارا ہی نفع ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کا اور نہ حاصل کرنے میں ہمارا ہی نقصان ہے جیسے کوئی طبیب کڑوا نسخہ لکھدے تو اس کے پینے سے جو کچھ نفع ہوگا مریض کو ہوگا۔ اور نہ پینے سے بھی جو کچھ ضرر ہوگا مریض کو ہوگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو دوٹوک کرکے فرمادیا ہے کہ **من شاء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر** اور قرآن میں بہت سی جگہ یہ مضمون آیا ہے کہ ہمارا نہ کوئی نفع تمہارے ایمان سے اور نہ کوئی ضرر تمہارے کفر سے اور یہ فرمانا ایسا ہے جیسے کوئی طبیب کہنے لگے کہ اگر تم دوا پیو تو ہمارا کیا نفع اور نہ پیو تو ہمارا کیا ضرر۔ بلکہ حکیم کو تو ایک گونہ نفع بھی ہے خدا تعالےٰ کو تو کچھ بھی نفع نہیں اس واسطے کہ خدا تعالےٰ کے لئے استکمال بالغیر محال ہے ہر چیز اُن کے افادہ وجود کی محتاج ہے مگر وہ کسی امر میں کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ آفتابِ عالمتاب عطر خانہ اور گھورہ سب پر روشن ہے لیکن نہ اس کو عطر سے خوشبو پہنچتی ہے نہ گھورے سے بدبو اِسی کو مولانا فرماتے ہیں۔

ما بری از پاک وناپاکی ہمہ — وزگراں جانی چالاکی ہمہ

پاک ہیں ہم تمھاری پاکی سے — اور مخلوق کی چالاکی سے

کہ ہم تو ایسے مقدّس ہیں کہ پاکی سے بھی پاک ہیں۔ پاکی سے پاک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جیسی پاکی تم سمجھتے ہو ہم اس پاکی سے پاک ہیں کیونکہ انسان کتنی بھی تقدیس کرے لیکن احصاء غیر ممکن ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں **لا اُحصی ثناءً علیك انت کما اثنیت علی نفسك**۔ واقعی بڑی سے بڑی تعریف اور تقدیس بھی اس کے واقعی تقدس کے مقابلے

میں کچھ بھی نہیں۔اسی کی مثال مولانا نے بیان فرمائی ہے کہ۔

شاہ را گوید کسے جولاہہ نیست   ایں نہ مدح ست اومگر آگاہ نیست

شاہ کو لکھا کہ یہ دھنتے نہیں بنتے نہیں   یہ نہیں تعریف بلکہ منقصت ہے بالیقین

یعنی اگر کوئی شخص بادشاہ کی یہ تعریف کرے کہ آپ اتنے بڑے آدمی ہیں کہ جولاہہ نہیں ہیں تو کیا اس کو کوئی مدح کہے گا ہرگز نہیں۔اسی طرح ہمارے فہم کے موافق ہمارے نفع کے لئے تسبیح کو مشروع قرار دیا گیا ہے اسی کو مولانا فرماتے ہیں۔

من نگردم پاک از تسبیح شاں   پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں

ان کی تسبیح سے پاکی نہ بڑھی کچھ میری   ہاں وہی پاک ہوئے آبِ درافشانی سے

یعنی لوگوں کی تسبیح اور تقدیس سے ہم پاک نہیں ہوگئے بلکہ اس سے وہی پاک ہوگئے غرض خدا تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہاں نہ نفع پہنچے نہ ضرر۔حدیث میں ہے کہ اگر ساری دنیا مطیع ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی سلطنت میں اتنا بھی اضافہ نہیں ہوتا جتنا مچھر کا پر۔

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب نے کمر کے درد کی شکایت کی کہ دعا فرمایئے آپ نے شفاء کلی کی دعا کی اور ارشاد فرمایا کہ بھائی درد ہی کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ وبیاں

پھر فرمایا یہ دردِ عشقِ خدا ہے اور ایک معنی میں ایمان بھی عشق ہی ہے۔

(حیات مسیح الامت)

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

حج کے آداب

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۔ الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ وما تفعلوا من خیر یعلمه اللّٰہ وتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ واتقون یاُولی الالباب o

حج کے چند مہینے ہیں معلوم ، پھر جس شخص نے لازم کرلیا ان میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت سے ، اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانے میں ، اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اس کو جانتا ہے ، اور زاد راہ لے لیا کرو کہ بے شک بہتر فائدہ زاد راہ کا بچنا ہے سوال سے ، اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو۔

اس آیت کے شروع میں یہ بتلا دیا کہ حج کا معاملہ عمرہ کی طرح نہیں ہے ، اس کے لئے کچھ مہینے مقرر ہیں ، وہ مہینے شوال ، ذیقعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے ہیں ، جیسا کہ حدیث میں بروایت ابو امامہ رضی اللہ عنہ وابن عمر رضی اللہ عنہ منقول ہے۔

شوال سے حج کے مہینے شروع ہونے کا حاصل یہ ہے کہ اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا جائز نہیں ، بعض ائمہ کے نزدیک تو قبل شوال کے احرام سے حج کی ادائیگی نہیں ہو سکتی ، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس احرام سے حج تو ادا ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا۔

فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ اس میں حج کا احرام باندھنے والے کے لئے کچھ منفی آداب واحکام کا بیان ہے ، جن سے حالتِ احرام میں پرہیز کرنا لازم وواجب ہے ، وہ تین چیزیں ہیں : رفث ، فسوق ، جدال ،

رفث ایک لفظ جامع ہے ، جس میں عورت سے مباشرت اور اس کے مقدمات یہاں تک کہ زبان سے عورت کے ساتھ اس کی کھلی گفتگو بھی داخل ہے ، مُحرِم کو حالتِ احرام میں یہ سب چیزیں

حرام ہیں، تعریض وکنایہ کا مضائقہ نہیں۔

فسوق کے لفظی معنی خروج ہیں، اصطلاحِ قرآن میں عدول حکمی اور نافرمانی کو فسوق کہا جاتا ہے، جو اپنے عام معنی کے اعتبار سے سب گناہوں کو شامل ہے، اسی لئے بعض حضرات نے اس جگہ عام معنی ہی مراد لئے ہیں، مگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس جگہ فسوق کی تفسیر محظوراتِ احرام سے فرمائی ہے، یعنی وہ کام جو حالتِ احرام میں ممنوع وناجائز ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ اس مقام کے مناسب یہی تفسیر ہے، کیونکہ عام گناہوں کی ممانعت احرام کے ساتھ خاص نہیں ہر حال میں حرام ہیں۔

وہ چیزیں جو اصل سے گناہ نہیں مگر احرام کی وجہ سے ناجائز ہوجاتی ہیں۔ چھ چیزیں ہیں، (۱) اول: عورت کے ساتھ مباشرت اور اس کے تمام متعلقات یہاں تک کہ کھلی گفتگو بھی، (۲) دوسرے: برّی جانوروں کا شکار، خود کرنا یا شکاری کو بتلانا، (۳) تیسرے: بال یا ناخن کٹوانا، (۴) چوتھے: خوشبو کا استعمال یہ چار چیزیں مرد وعورت دونوں کے لئے حالتِ احرام میں ناجائز ہیں، باقی دو چیزیں مردوں کے ساتھ خاص ہیں، یعنی (۵) پانچویں: سلے ہوئے کپڑے پہننا، (۶) چھٹویں: سر اور چہرے کو ڈھانپنا، امام اعظم ابوحنیفہؒ وامام مالکؒ کے نزدیک چہرہ کو ڈھانپنا حالتِ احرام میں عورت کیلئے بھی ناجائز ہے، اس لئے یہ بھی مشترک محظوراتِ احرام میں شامل ہے۔

ان چیزوں میں پہلی یعنی عورت سے مباشرت وغیرہ، اگرچہ فسوق میں داخل ہے، لیکن اس کو فسوق سے پہلے الگ کرکے لفظ رفث سے اس لئے بتلادیا کہ احرام اس سے اجتناب سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ دوسرے محظوراتِ احرام کا تو کوئی بدل اور کفارہ بھی ہوجاتا ہے، اور مباشرت کی بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ اگر ان میں کوئی مبتلا ہوجائے تو حج ہی فاسد ہوجاتا ہے اس کا کوئی کفارہ بھی نہیں ہوسکتا، مثلاً وقوفِ عرفات سے پہلے بی بی سے صحبت کرلی، تو حج فاسد ہوگیا، اور اس کا جرمانہ بھی گائے یا اونٹ کی قربانی سے دینا پڑے گا، اور اگلے سال پھر حج کرنا پڑے گا، اس مزید اہمیت کی بناء پر اس کو **فَلَا رَفَثَ** کے لفظ سے مستقلاً بیان فرمادیا۔

جدال کے معنی ایک دوسرے کو پچھاڑنے کی کوشش کے ہیں، اس لئے سخت قسم کے جھگڑے

کو جدال کہا جاتا ہے، یہ لفظ بھی بہت عام ہے، اور بعض حضرات مفسّرین نے عام ہی معنی مراد لئے ہیں، اور بعض حضرات مقامِ حج واحرام کی مناسبت سے اس جگہ جدال کے معنی یہ لئے ہیں، کہ جاہلیتِ عرب کے لوگ مقامِ وقوف میں اختلاف رکھتے تھے، کچھ لوگ عرفات میں وقوف کرنا ضروری سمجھتے تھے جیسا کہ حقیقت ہے، اور کچھ مزدلفہ میں وقوف ضروری کہتے تھے، عرفات میں جانے کو ضروری سمجھتے تھے، اور اُسے موقفِ ابراہیم علیہ السلام قرار دیتے تھے، اسی طرح اوقاتِ حج کے معاملہ میں بھی اختلاف تھا، کچھ لوگ ذی الحجہ میں حج کرتے تھے، اور کچھ ذیقعدہ ہی میں کر لیتے تھے، اور پھر ان معاملات میں باہمی نزاعات اور جھگڑے ہوتے تھے، ایک دوسرے کو گمراہ کہتا تھا، قرآن کریم نے **لَا جِدَالَ** فرما کر ان جھگڑوں کا خاتمہ فرما دیا، اور جو بات حق تھی کہ وقوفِ فرض عرفات میں اور پھر وقوفِ واجب مزدلفہ میں کیا جائے، اور حج صرف ذی الحجہ کے ایام میں کیا جائے اس کا اعلان کر کے اس کے خلاف جھگڑا کرنے کو ممنوع کر دیا۔

وماتفعلوا من خیر یعلمه الله ۔ محظورات وممنوعاتِ احرام بیان فرمانے کے بعد آخر میں اس جملے میں یہ ہدایت دی گئی کہ حج کے مبارک ایام اور مقدس مقامات میں تو صرف یہی نہیں کہ محظورات اور گناہوں سے بچو، بلکہ غنیمت جان کر عبادت وذکر اللہ اور نیک کاموں میں لگے رہو، تم جو بھی نیک کام کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہے اور تمہیں اس پر بڑے انعامات ملیں گے۔

وتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ ۔ اس میں ان لوگوں کی اصلاح ہے جو حج وعمرہ کے لئے بے سروسامانی کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے ہیں، اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر تو توکل کرتے ہیں پھر راستہ میں بھیک مانگنا پڑتی ہے، یا خود بھی تکلیف اٹھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں، ان کی ہدایت کے لئے حکم ہوا کہ سفر حج کے لئے ضروریات سفر ساتھ لینا چاہئے یہ توکل کے منافی نہیں، بلکہ توکل کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اسباب ووسائل کو اپنی مقدور کے مطابق حاصل اور جمع کرے، پھر اللہ پر توکل کرے، رسولِ کریم ﷺ سے توکل کی یہی تفسیر منقول ہے بالکل ترکِ اسباب کا نام توکل رکھنا جہالت ہے۔ (معارف القرآن: جلد اوّل)

درسِ حدیث

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

حجِ مبرور کیا ہے؟

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من حج للّٰہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ اُمّہ۔ (مشکوٰۃ)

''حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ رفث ہو (یعنی فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عُدولی) وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔''

اس حدیث پاک میں تین مضمون ذکر فرمائے ہیں، اول یہ کہ اللہ کے واسطے حج کیا جائے، یعنی اس میں کوئی دنیوی غرض، شہرت، ریا وغیرہ، شامل نہ ہو۔ بہت سے لوگ شہرت اور عزت کی وجہ سے حج کرتے ہیں وہ اتنا حرج اور خرچ ثواب کے اعتبار سے بے کار ضائع کرتے ہیں اگر چہ حج فرض اس طرح بھی ادا ہوجائے گا، لیکن اگر محض اللہ کی رضا کی نیت ہوتو فرض ادا ہونے کے ساتھ کس قدر ثواب ملے۔ اتنی بڑی دولت کو محض چند لوگوں میں عزت کی نیت سے ضائع کردینا کس قدر نقصان اور خسارہ کی بات ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ صفا مروہ کے درمیان ایک مرتبہ تشریف فرما تھے۔ ایک جماعت آئی جو اپنے اونٹوں سے اتری اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ حضرت عمرؓ

نے اُن سے دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ عراق کے لوگ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہاں کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ حج کے لئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی اور غرض تو نہ تھی۔ مثلاً اپنی میراث کا کسی سے مطالبہ ہو یا کسی قرضدار سے روپیہ اصول کرنا ہو یا کوئی اور تجارتی غرض ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں کوئی دوسری غرض نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ از سرِ نو اعمال کرو۔ یعنی پہلے سارے گناہ معاف ہو چکے۔

حدیث بالا میں مذکور ہے۔ رفث یعنی فحش بات نہ ہو۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس میں ہر قسم کی لغو اور بیہودہ بات داخل ہے حتّٰی کہ بیوی کے سامنے صحبت کا ذکر کرنا بھی داخل ہے حتّٰی کہ اس قسم کی بات کا آنکھ سے یا ہاتھ سے اشارہ کرنا بھی داخل ہے کہ اس قسم کا ذکر شہوت کو ابھارتا ہے۔

تیسری چیز جو اس حدیث پاک میں ذکر کی گئی وہ فسوق یعنی حکم عُدولی نہ ہونا ہے۔ یہ بھی قرآن پاک کی آیت مذکورہ میں گذر چکا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ وہ بھی ایک جامع کلمہ ہے جو اللہ جل شانہ کی ہر قسم کی نافرمانی کو شامل ہے اس میں جھگڑا کرنا بھی داخل ہے کہ یہ بھی حکم عُدولی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ حج کی خوبی نرم کلام کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا ہے۔ لہٰذا کسی سے سختی سے گفتگو کرنا، نرم کلام کے منافی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے ساتھیوں پر بار بار اعتراض نہ کیا کرے، بدوؤں سے سختی سے پیش نہ آئے۔ ہر شخص کے ساتھ تواضع سے اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ خوش خلقی یہ نہیں ہے کہ دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ خوش خلقی یہ ہے کہ دوسرے کی اذیّت کو برداشت کرے۔ سفر کے معنی لُغت میں ظاہر کرنے کے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ سفر کو سفر اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں آدمی کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تم فلاں کو جانتے ہو کہ کیسا آدمی ہے انہوں نے عرض کیا جی جانتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم نے کبھی کوئی سفر اس کے ساتھ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ سفر تو نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر تم اس کو نہیں جانتے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک صاحب نے کسی کی تعریف کی کہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم نے اس کے ساتھ کوئی سفر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ سفر تو نہیں کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تمہارا ان کے ساتھ کوئی معاملہ پڑا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ معاملہ بھی نہیں پڑا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر تمہیں ان کے حال کی کیا خبر۔ حق یہ ہے کہ آدمی کا حال ایسی ہی چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے، ویسے دیکھنے میں تو سب ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر سفر میں اکثر کشیدگی ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے قرآن پاک میں حج کے ساتھ **ولَاجِدَال** کو خاص طور سے ذکر کیا ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم الحج مبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ ۔ (مشکوٰۃ)

”حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے۔“

فائدہ:۔ بعض علماء نے کہا ہے نیکی والے حج کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی معصیت نہ ہو اسی واسطے اکثر حضرات اس کا ترجمہ ”حج مقبول“ سے کرتے ہیں کہ جب آداب وشرائط کی رعایت ہوگی، کوئی لغزش اس میں نہ ہوگی تو وہ حج انشاء اللہ مقبول ہی ہوگا۔ حضرت جابرؓ کی حدیث میں ہے کہ حج کی نیکی لوگوں کو کھانا کھلانا اور نرم گفتگو کرنا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حج کی نیکی کھانا کھلانا اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرنا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں، تو صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حضورؐ نیکی والا حج کیا چیز ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور سلام کثرت سے کرنا۔

عن عائشةؓ انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ما من یوم اکثر من ان یعتق الله فیه عبداً من النار من یوم عرفة وانه لیدنو ثم یباهی بهم الملئکة فیقول ما اراد هؤلاء ۔ (مشکوٰۃ)

’’حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زائد بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، یعنی جتنی کثیر مقدار کو عرفہ کے دن خلاصی ہوتی ہے اتنی کثیر تعداد کسی اور دن کی نہیں ہوتی ۔حق تعالیٰ شانہٗ (دنیا کے) قریب ہوتے ہیں پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں، یہ بندے کیا چاہتے ہیں۔‘‘

فائدہ:۔ اللہ جل شانہٗ کا قریب ہونا یا نیچے کے آسمان پر اترنا یا اس قسم کے اور جو مضامین ذکر کئے گئے ہیں ان کی اصل حقیقت تو اللہ جل شانہٗ ہی کو معلوم ہے کہ وہ ہر وقت قریب ہے۔ اترنے چڑھنے کی ظاہری معنی سے بالاتر ہے۔ علماء اس قسم کے مضامین کو رحمتِ خاصہؐ کے قریب ہونے سے تعبیر فرمایا کرتے ہیں جو مضمون حدیث بالا میں مذکور ہے اس قسم کے مضامین بہت سی احادیث میں وارد ہوئے ہیں ۔ایک حدیث میں ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ سب سے نیچے کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس ایسی حالت میں آئے ہیں کہ سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن پر اور کپڑوں پر سفر کی وجہ سے غبار پڑا ہوا ہے۔ لبّیك اللهم لبّیك کا شور ہے۔ دور دور سے چل کر آئے ہیں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہ معاف کردیئے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ فلاں شخص گناہوں کی طرف منسوب ہے اور فلاں مرد اور فلاں عورت (تو بس کیا کہا جائے) حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے ان سب کی مغفرت کردی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ کسی دن بھی لوگ جہنم کی آگ سے آزاد نہیں ہوتے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں یہ میرے بندے بکھرے ہوئے بالوں والے میرے پاس آئے ہیں میری رحمت کے امید وار ہیں (اس کے بعد بندوں سے خطاب

فرماتے ہیں) اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں اور آسمان کی بارش کے قطروں کے برابر ہوں اور تمام دنیا کے درختوں کے برابر ہوں تب بھی بخش دیئے جاؤ، بخشے بخشائے اپنے گھر چلے جاؤ۔ (فضائلِ حج)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا **ماہانہ اجتماع عصر تا فجر** بتاریخ ۲۴/ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ بمطابق **27-11-2005** بروز منگل بمقام **جامع مسجد** پرنام بٹ۔ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ◄ ایک سنت بتانا ◄ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح ◄ آداب گشت ◄ بعدہٗ گشت ◄ تعلیم تسہیل قصد السبیل ◄ چائے ◄ تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ◄ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ) ◄ بعدہٗ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ◄ بعدہٗ دعا ◄ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: کھانے کی سنتیں ◄ سونے کی سنتیں ◄ نماز کی عملی مشق ◄ مراقبۂ موت ◄ دعا ◄ بعدہٗ قیام شب ◄ نماز تہجد (انفرادی) ◄ معمولات (انفرادی) ◄ تیاری نماز فجر

بعد نماز فجر: تفسیر قرآن پاک

آپ تمام حضرات سے اس اجلاس کی کامیابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

انوارِ سنت

چند سنتیں

نماز کے وہ آداب جو سب کیلئے یکساں ہیں قیام میں سجدہ کی جگہ، رکوع میں پاؤں پر، سجدہ کی حالت میں ناک پر اور بیٹھنے کے وقت گود کی طرف، سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نظر رہے اور جمائی آتے وقت خوب طاقت سے روکے، اور حتی الامکان مُنہ بند رکھے اور جب کھانسی کا اثر معلوم ہو تو بھی جہاں تک ہو سکے ضبط کرے۔

ہر فرض نماز کے بعد اِن دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں۔ سلام پھیر کر **استغفر اللہ** تین بار پڑھنا مسنون ہے۔ پھر یہ پڑھیں۔

(۱) اللّٰھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام۔

ترجمہ: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے تو بابرکت ہے اے بزرگی اور کرم والے۔

(۲) لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہٗ لا شریك لہٗ لہٗ الملك ولہ الحمد وھو علٰی کل شیٍٔ قدیر۔

(۳) اللّٰھم انّی اعوذبك من الجبن واعوذبك من ان ارد اِلٰی ارذل العمر واعوذبك من فتنۃ الدّنیا واعوذبك من عذاب القبر۔

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ پہنچا دیا جاؤں نکمّی عمر تک اور آپ کی پناہ لیتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

کھانے کی چند سنتیں (۱) دستر خوان بچھانا۔ (۲) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ (۳) بسم اللہ پڑھنا بلند آواز سے۔ (۴) داہنے ہاتھ سے کھانا۔ (۵) کھانے کی مجلس میں جو شخص سب سے زیادہ بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا شروع کرانا۔ (۶) کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے سامنے سے کھانا۔ (۷) اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھانا۔ (۸) ٹیک لگا کر نہ کھانا۔ (۹) کھانے میں کوئی عیب نہ نکالنا۔ (۱۰) جوتا اتار کر کھانا۔ (۱۱) کھانے کے وقت اُکڑو بیٹھنا کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور سُرین زمین پر ہوں یا ایک گھٹنا کھڑا ہو اور دوسرے گھٹنے کو بچھا کر اس پر بیٹھے یا دونوں گھٹنے زمین پر بچھا کر قعدہ کی طرح بیٹھے اور آگے کی طرف ذرا جھک کر بیٹھے۔ (پیارے نبی کی پیاری سنتیں)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا برکت کا ذریعہ ہے

مُراد: دار الکفر سے دار الایمان کی طرف کُوچ کر جانا، جیسا مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی گئی۔

دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **(ومن يهاجر في سبيل الله يجد في الارض مرٰغما كثيرا وسعة)**. (سورة النساء/ ۱۰۰)

ترجمہ: ”اور جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے وہ زمین رہنے کی بہت جگہ اور (رزق میں) وسعت پائے گا۔“

ملفوظات

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس اللہ سرہٗ

ارشاد فرمایاکہ مصائب میں یاحی یاقیوم برحمتک استغیث کثرت سے پڑھے اور حق تعالیٰ کے مالک ۔حاکم ۔حکیم ۔ناصر اور ولی ہونے کو سوچا کرے پھر کیا غم حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

مالک ہے جو چاہے کرے تصرف — کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یارب — حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

ارشاد فرمایاکہ کھانیکی سطح سے کھانے والے کی سطح ذرا بھی بلند نہ ہونا چاہئے ۔یا تو پھر اتنا بڑا قالین یا کوئی فرش ہو جس پر دستر خوان بھی بچھایا جا سکے ____ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے تھے کہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی کھانا چارپائی کے پائنتی رکھا ہو اور خود سرہانے بیٹھ کر کھایا ہو کھانے کو ہمیشہ سرہانے کی طرف رکھ کر کھاتا ہوں۔

ارشاد فرمایاکہ جہاں انسان پاؤں رکھتا ہو یا سرین رکھتا ہو وہاں دینی کتب بدون رومال وغیرہ حائل کے نہیں رکھنا چاہئے ۔بعض لوگ مسجد کے ممبر پر قرآن پاک یا کوئی دینی کتب رکھ دیتے ہیں حالانکہ وہاں انسان پاؤں رکھتا ہے یہ بے ادبی ہے کوئی رومال رکھ کر پھر رکھے۔

ارشاد فرمایاکہ ایک شخص صرف لنگوٹی باندھے فرسٹ کلاس میں گھسے تو لوگ اس کو دھکے دیں گے اور جب وہ زبردستی طاقت سے بیٹھ جائے گا تو ٹی ٹی کو بلائیں گے ۔ٹی ٹی نے آتے ہی ٹکٹ کا سوال کیا اور اس نے لنگوٹی سے ٹکٹ فرسٹ کلاس کا نکال کر دکھا دیا تو اب سب مجبور ہو گئے مگر سردی گرمی کھانے کی تکلیف ذلت ورسوائی سے یہ منزل وطن تک پہنچے گا اسی طرح جس کے پاس ایمان کا ٹکٹ ہوگا اور اعمال صالحہ کا سامان نہ ہوگا تو جنت تک پہنچے گا مگر ذلت و پریشانی سے اور سزا کی تکالیف برداشت کر کے داخل ہوگا۔

ارشاد فرمایاکہ بعض نادان لوگ تھرڈ کلاس کے ڈبے میں باوجود فرسٹ کلاس کے ٹکٹ لینے کے بیٹھ رہے تھے اور دل میں یہ دلیل قائم کی کہ تھرڈ کلاس کے ڈبے پر تین نمبر ہے ااا اور فرسٹ کلاس والے ڈبے پر صرف ایک نمبر ا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ سنت کی قدر نہیں کرتے بدعات کے اضافہ کو زیادہ دین سمجھ کر کرتے ہیں کاش یہ لوگ اہل علم سے رجوع کرتے۔ یہ مثال میں دعائے جہری پر دیا کرتا ہوں کہ سنت طریقہ دُعائے سرّی کا ہے اور جہری کا صرف جواز ہے وہ بھی بعض شرائط سے لیکن آج کل عوام کے خوف سے اماموں نے بھی اصل سنت کو ترک کر رکھا ہے اور دعا جہری کا التزام کر رکھا ہے۔

ارشاد فرمایاکہ اگر بڑوں کی پیالوں میں چاء پیتے وقت مکھیاں گر جائیں تو چھوٹے فوراً اس کو نکال دیتے ہیں اور اس بات سے بڑے بھی خوش رہتے ہیں تو منکرات میں بھی یہی معاملہ ہونا چاہئے۔ ہرگز ہرگز اس منکر میں شریک نہ ہو اور موقع سمجھ کر ادب سے اکابر کی خدمت میں بھی عرض کردے لیکن ایسے وقت اکابر کا اکرام اور اپنی پستی و کمتری کا استحضار بھی ضروری ہے۔

ارشاد فرمایاکہ طلبائے کرام کو رسول اکرم ﷺ کا ضیف (مہمان) اور دین کا مجاہد سمجھ کر ان کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا جائے اور ان کو اپنا محسن بھی سمجھا جائے کہ انھوں نے اپنے قلوب کی تختی ہمارے حوالے کردی ہے جو کچھ دینی نقوش ہم ان پر ثبت کریں گے ہمارے لئے وہ صدقہ جاریہ بنیں گے اگر وہ بیمار ہو جاویں تو ان کی مزاج پُرسی اور تیمارداری کو اپنی سعادت سمجھنا چاہئے اساتذہ کو یہ شکایت ہے کہ وہ ہمارا خیال نہیں کرتے ہم تو ان سے ضابطہ کا تعلق رکھیں اور ان کی طرف سے رابطہ کی توقع رکھیں۔ پہلے آپ رابطہ کا تعلق کر کے دیکھیں کہ وہ کس طرح پھر آپ کا اکرام کرتے ہیں۔

(مجالسِ ابرار)

انك لعلى خلق عظيم

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب نوراللہ مرقدہٗ

☆حسنِ اخلاق

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صاحبِ ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ اختیار کر لیتا ہے جو رات بھر نفل پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزے رکھتے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’تم سب میں مجھ کو زیادہ محبوب اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں مجھ کو زیادہ برا لگنے والا اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دُور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق برے ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے ’’اے میرے اللہ! تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔

روایت ہے کہ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے اخلاق۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جبکہ میں نے اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا۔ وہ یہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا۔ لوگوں کے لئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ۔ یعنی بندگانِ خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

☆سایۂ عرشِ الٰہی کے مستحق

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس روز سایۂ عرشِ الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ سات شخص ہوں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔ قیامت کے اُس دن میں جس دن کہ اُس کے سایۂ رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا۔

۱۔ عدل وانصاف سے حکمرانی کرنے والا فرماں روا۔

۲۔ وہ جوان جس کی نشو ونما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی (یعنی جو بچپن سے عبادت گزار تھا اور جوانی میں بھی عبادت گزار رہا اور جوانی کی مستیوں نے اُسے غافل نہیں کیا۔)

۳۔ وہ مردِ مومن جس کا حال یہ ہے کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دل مسجد ہی سے اٹکا رہتا ہے کہ جب تک پھر مسجد میں نہ آجائے۔

۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے باہم محبت کی اسی پر جڑے رہے اور اسی پر الگ ہوئے (یعنی ان کی محبت صرف مُنہ دیکھے کی محبت نہیں جیسی کہ اہل دنیا کی محبتیں ہوتی ہیں بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب یکجا اور ساتھ ہیں جب بھی محبت ہے اور جب ایک دوسرے سے الگ اور غائب ہوتے ہیں جب بھی ان کے دل للّٰہی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔

۵۔ خدا تعالیٰ کا وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تنہائی میں تو اُس کے آنسو بہہ پڑے۔

۶۔ وہ مردِ خدا جسے حرام کی دعوت دی کسی ایسی عورت نے جو خوبصورت بھی ہے اور صاحبِ وجاہت وعزت بھی، تو اس بندے نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اس لئے حرام کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا۔

۷۔ اور وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا اور اس قدر چھپا کر کیا کہ گویا اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ اس کا داہنا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کر رہا ہے اور کس کو دے رہا ہے۔

(اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ)

تعلیم ادب

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

عرب میں بے تکلفی بہت زیادہ تھی بڑے بڑے لوگوں کے نام لیتے تھے چنانچہ حضور ﷺ کا نام بھی بعض نے لیا خدا تعالیٰ نے اس تعلیم میں اس کی ممانعت فرمائی اور یہ فرمایا کہ ہم اس لئے کہتے ہیں کہ تمہارے اعمال حبط نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ **انتم لا تشعرون** کے معنی میں یہ سمجھا ہوں کہ حبط ہوتا ہے ایذاء سے اور ایذا ہوتی ہے ایسے شخص کی بے ادبی سے جو مودب سمجھا جاتا ہو اور یہ فطری قاعدہ ہے چنانچہ حکام کو دیکھو کہ دیہاتیوں سے بہت سی باتیں گوارا کر لیتے ہیں جو کہ شہریوں سے ہرگز گوارا نہیں ہو سکتیں۔ ایک دیہاتی کی حکایت ہے کہ اس نے ایک درخواست پیش کی تو کاغذ پر ٹکٹ نہیں لگایا اور جب حاکم نے اس سے کہا کہ اس پر ٹکٹ لگاؤ تو روپیہ جیب سے نکال کر کہتا ہے لے روپیہ بس تیری صاحبی معلوم ہوگئی اس میں سے ٹکٹ لگا لیجو جو بچے رکھ لیجو حاکم ہنس کر خاموش ہو گیا اور درخواست مفت لے لی بھلا کوئی شہری تو ایسا کر کے دیکھے کہ اس کی کیا گت بنتی ہے اسی کو کہتے ہیں ؎

سنت عاشق زملتہا جدا است　　　عاشقاں را مذہب وملت جدا است

(عاشق کا مذہب سارے مذہبوں سے جدا ہے اور ان کی ملت سب سے الگ ہے)

گر خطا گوید ورا خاطی مگو　　　ور شود پر خوں شہیداں را مشو

(اگر وہ غلط ہے تو ان سے غلط گو مت کہو اور اگر وہ شہید ہو جائے تو اس کا خون مت دھوؤ)

موسیا آداب دانا دیگر اند　　　سوختہ جاں وروانا دیگر اند

(اے موسیٰ آداب سے واقف دوسرے ہیں اور سوختہ جان اور روح والے دوسرے ہیں)

تو دیکھئے خود فرماتے ہیں کہ موسیا آداب رانا دیگر اند۔ اس لئے مولانا فرماتے ہیں ؎

باادب تر نیست زو کس در جہاں　　　بے ادب تر نیست زو کس در جہاں

(اس سے زیادہ باادب دنیا میں کوئی نہیں اس سے زیادہ بے ادب دنیا میں کوئی نہیں)

اس کی کئی توجیہیں ہوسکتی ہیں منجملہ اس کے ایک یہ بھی ہے کہ بعض عشاق بہت باادب ہوتے ہیں اور بعض مغلوب الحال ہوتے ہیں اور پہلوں کو فوراً تنبیہ ہوتی ہے، چنانچہ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ بارش پر یہ فرمایا کہ آج کیسے موقع سے بارش ہے فوراً تنبیہ کی گئی کہ او بے ادب! اور بے موقع کس روز ہوئی تھی؟ سن کر ہوش اڑ گئے۔ اور مواخذہ بالکل سچا ہے کیونکہ بے موقع کبھی بھی نہیں ہوتی تو باادب جب بے تمیزی کرتا ہے تو بہت ناگواری ہوتی اس کی اصلاح اس آیت میں فرماتے ہیں اور اس کی متعدد جگہ اصلاح فرمائی ہے چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے **یا ایھا الذین امنوا لا تد خلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الیٰ طعام غیر ناظرین اناہ ولکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا و لا مستانسین لحدیث ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم واللہ لا یستحی منِ الحق** ۔ ترجمہ کا حاصل یہ ہے کہ کہ اے مومنو! تم پیغمبر ﷺ کے گھروں میں بجز دعوت کے ویسے مت جاؤ اور اس میں بھی پہلے سے جاکر انتظار تیاری میں مت بیٹھو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور کھاتے ہی منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں مشغول ہوکر مت بیٹھ جاؤ اس سے نبی (ﷺ) کو ایذا ہوتی ہے اور وہ لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیوں شرمائے وہ خدا تعالیٰ ہیں۔ دیکھئے اس انداز سے کیا صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیسا بے دھڑک فرمادیا کہ **واللـہ لا یستحی من الحق** ایک جگہ ارشاد ہے **لا تکونوا کالذین اذو موسی فبرأہ اللہ مما قالوا** (ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی تھی بس اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے قول سے بری کردیا) غرض اس کا بہت اہتمام فرمایا گیا ہے کہ ایذا نہ ہو تو ایذاء رسول حرام ہے۔

(مفاسدِ گناہ)



سیرت خاصان حق

حضرت طلیبؓ بن عمیر

سرورِ عالم ﷺ نے بعثت کے بعد تبلیغِ حق کا آغاز فرمایا تو پہلے تین سالوں میں جن پاک طینت نفوس کو قبولِ حق کی سعادت نصیب ہوئی ان میں ایک ایسے مستقیم الفطرت نوجوان بھی تھے جن کی ابھی مَسیں بھی نہیں بھیگی تھیں۔ رحمتِ عالم ﷺ سے ان کی محبت اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کے خلاف کسی سے ایک لفظ سُننا بھی گوارا نہ تھا۔ ایک دن بنوسہم کے ایک مشرک عوف بن صبرہ نے ان کے سامنے حضور ﷺ کی شان میں کچھ نامناسب الفاظ استعمال کئے۔ نوجوان جوش غضب سے بے قرار ہوگئے۔ پاس ہی اونٹ کے کلّے کی ایک ہڈی پڑی تھی اُسے اٹھا کر عوف بن صبرہ پر پل پڑے یہاں تک کہ وہ لہولہان ہوگیا۔ وہ تو اس کو جان سے ماردینا چاہتے تھے لیکن کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر کے اس کی جان بچادی۔ رحمتِ عالم ﷺ کے والہ شیفتہ یہ نوجوان جن کے جوش ایمان نے انہیں ہر خطرے سے بے خوف کردیا تھا اور جو حُرمتِ نبویؐ پر ہر وقت مر مٹنے کے لئے تیار رہتے تھے، حضورؐ پُر نور کے پھوپھی زاد بھائی حضرت طُلیبؓ بن عُمیر تھے۔ ان کی والدہ حضرت ارویٰؓ بنتِ عبد المُطلب سرورِ عالم ﷺ کی پھوپی تھیں۔ حافظ ابنِ عبد البر نے ''الاستیعاب'' میں بیان کیا ہے کہ بعثتِ نبویؐ کے اوائل میں حضرت طُلیبؓ کے کانوں میں توحید کی آواز پڑی تو انہوں اس پر بلا تامل لبیک کہا لیکن حضرت ارویٰؓ کچھ متامّل رہیں۔ حضرت طُلیبؓ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اماں جان! میں نے محمد ﷺ کی متابعت کرلی ہے اور آپ کے بھائی حمزہ نے بھی اب آپ کو اسلام قبول کرنے میں کیا عذر ہے؟ حضرت ارویٰؓ نے جواب دیا، میں یہ انتظار کررہی ہوں کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں۔ حضرت طُلیبؓ نے عرض کیا، اماں جان! میں آپکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپؐ کی رسالت کی

تصدیق کریں اور گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت اروی ؓ نے فوراً کہا، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتی ہوں۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑھاپے کے باعث رسول اللہ ﷺ کے کام میں زبانی امداد سے کام لیتیں یعنی کہتی سنتی تھیں اور اپنے بیٹے کو آپ کی اطاعت اور مدد پر آمادہ کرتی رہتی تھیں۔

طبقاتِ ابنِ سعد میں حضرت ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے کہ طُلیب بن عُمیر دارِ ارقم میں اسلام لائے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی والدہ اروی ؓ بنتِ عبدالمطلب کے خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں نے تو محمد ﷺ کی متابعت اختیار کر لی اور اللہ پر ایمان لے آیا جو تمام عالم کا پروردگار ہے اور اس کا ذکر سب سے بڑا ذکر ہے۔ حضرت اروی ؓ نے کہا تمہارے لئے اپنے ماموں زاد بھائی کی امداد واعانت کرنا پڑی، اچھی بات ہے اور حق ادائیگی ہے۔ اگر ہم عورتوں میں مردوں جیسی طاقت ہوتی تو ہم بھی آپ ؐ کی متابعت اور مدافعت کرتے۔ طُلیب نے کہا، اماں جان! پھر آپ کو اسلام لانے سے کیا چیز روکتی ہے؟ حضرت اروی ؓ اپنے فرزند کے سوال کے جواب میں فوراً کلمۂ توحید پڑھ لیا اور دولتِ ایمان سے بہرور ہو گئیں۔

حضرت طُلیب کو سرورِ عالم ﷺ سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ انہوں نے عوف بن صبرہ کو حضور ؐ کے بارے میں ناروا الفاظ بکنے کی بنا پر زخمی کیا تو لوگوں حضرت اروی ؓ کے پاس ان کی شکایت کی۔ سرورِ عالم ﷺ حضرت اروی ؓ کے بھتیجے ہی نہیں تھے بلکہ آقا و مولا بھی تھے۔ وہ طُلیب کا کارنامہ سُنکر بہت خوش ہوئیں اور شکایت کرنے والوں کو جواب دیا۔

ان طلیبا نصر ابن خاله	واساه فی دمه وماله
طُلیب ؓ نے اپنے ماموں کے بیٹے کی مدد کی،	اور اس کے خون اور اس کے مال کی غم خواری کی،

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ بعض اشقیاء قریش نے ابوعزیز دارمی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ موقع پا کر سرورِ کونین ﷺ کو زدوکوب کرے۔ حضرت طُلیب ؓ کے کان میں کسی ذریعے سے مشرکین کے اس ناپاک منصوبے کی بھنک پڑ گئی۔ وہ غیرتِ دینی سے شعلۂ جوالہ بن گئے۔ فوراً ابوعزیز کی تلاش کے لئے نکل کھڑے ہوئے جب وہ مل گیا تو انہوں نے اس کی ہڈی پسلی ایک کر دی۔

علامہ بلاذریؒ کا بیان ہے کہ کسی زمانہ میں مشرکین قریش نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو شعبِ ابی طالب میں محصور کر رکھا تھا، ابولہب نے چند مسلمانوں کو محبوس کر دیا۔ حضرت طُلیب کو خبر ہوئی تو وہ ماموں (ابولہب) کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ ان بے کس مظلوموں کو رہا کر دو، اس نے صاف انکار کر دیا۔ صحابۂ کرام نے اپنے خون کے رشتوں کو اپنے رشتۂ ایمانی پر قربان کر دیا تھا، جب حضرت طُلیب کی منت سماجت کے باوجود ابولہب مظلوم مسلمانوں کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا تو انہوں نے اس کی بُری طرح پٹائی کر دی۔ اس پر مشرکین نے ان کو پکڑ کر باندھ دیا۔ آخر ابولہب ہی نے جا کر ان کو چھڑایا اور اپنی بہن اروئیؓ کے پاس جا کر ان کی شکایت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ طُلیب کی زندگی کا بہترین اور سعید ترین دن وہی ہے جس میں وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرے۔

جب مکہ میں کفار کا ظلم وستم حد سے گزر گیا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو حبش چلے جانے کا مشورہ دیا چنانچہ حضرت طُلیبؓ بھی دوسری ہجرت حبشہ (۶ھ بعد بعثت) میں ہجرت کر کے حبش چلے گئے۔ کئی سال وہاں غریب الوطنی کی زندگی گزارنے کے بعد مدینہ منورہ آئے اور حضرت عبداللہؓ بن سلمہ عجلانی کے مہمان ہوئے۔

کچھ عرصہ بعد کفر وحق کا معرکۂ اول بدر کے میدان میں پیش آیا تو حضرت طُلیبؓ نے بھی حضور ﷺ کے ہم رکاب ہو کر اصحابِ بدر میں سے ایک ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ابنِ اسحٰقؒ، موسیٰؒ بن عقبہ اور ابو معشرؒ نے ان کا نام بدری صحابہ کی فہرست میں درج نہیں کیا لیکن واقدی، ابنِ مندہ اور حافظ ابنِ عبد البرؒ نے ان کے بدری ہونے کا ذکر کیا ہے۔ بدر کے بعد حضرت طُلیبؓ کے مشاغل اور سرگرمیوں کے بارے میں تمام اربابِ سیر خاموش ہیں البتہ ابنِ سعدؒ نے لکھا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں جہادِ شام پر جانے والے مجاہدین میں شامل تھے اور (جمادیٰ الاولیٰ ۱۳ھ) میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۳۵ سال سے کچھ اوپر تھی اولاد کوئی نہیں چھوڑی۔

(یہ تیرے پُراسرار بندے)

ضروری مسائل

نماز کی شرطوں کو بیان

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مسئلہ:۔ نماز شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں۔

۱۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے۔

۲۔ بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے۔

۳۔ جس جگہ نماز پڑھے وہ بھی پاک ہو۔

۴۔ مرد ناف سے لے کر گھٹنوں تک اور عورتیں فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پَیر کے سوا سَر سے پَیر تک سارا بدن خوب ڈھانک لیویں۔

۵۔ قبلہ کی طرف منہ کرے۔

۶۔ جس نماز کو پڑھنا چاہتا ہے اسکی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے۔

۷۔ وقت آنے کے بعد نماز پڑھے (یہی ارکانِ نماز کہلاتے ہیں۔) یہ کل سات ہیں اور چھ فرائض ہیں جن کو آگے ابھی پڑھو گے، غرض کُل نماز میں تیرہ فرض ہیں۔ سات نماز شروع کرنے سے پہلے اور چھ نماز کے اندر۔ یہ سب چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں اس میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جاوے گی تو نماز نہ ہوگی چاہے بھولے سے ہو یا جان بوجھ کر ہو۔

مسئلہ:۔ باریک تن زیب یا بُک جالی وغیرہ بہت باریک ڈوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں (کیونکہ عورت کا سر ڈھانکنا فرض ہے اور یہ اچھی طرح ڈھکا نہیں ہے)۔ اسی طرح مرد اگر کوئی لنگی وغیرہ ایسی باریک پہن کر نماز پڑھے جس سے اس کا بدن جھلکے اور کوئی لمبا کُرتہ یا انگرکھا بھی نہ پہنے جس سے اتنا جسم جتنا ڈھانکنا مرد کو فرض ہے چُھپ سکے تو اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ اگر نماز پڑھتے وقت عورت کی چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی ہاتھ یا چوتھائی پیٹ

وغیرہ (غرض جتنا ڈھانکنا جسم کا عورت پر فرض ہے)۔ اتنا ہی کھل جاوے اور اتنی دیر کھلا رہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز عورت کی جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا نماز ہوگئی یہ صرف عورتوں کا حکم ہے اور مردوں کو فقط ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے اسکے سوا اور بدن کھلا ہو تو نماز ہو جاوے گی لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب دل میں اتنا سوچ لے کہ میں آج کے ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں اور اگر سنت پڑھتا ہے تو یہ سوچ لے کہ میں ظہر کی سنت پڑھتا ہوں بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لے تو نماز ہو جاوے گی جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اسکا کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر زبان ہی سے نیت کرے تو اتنا کہہ لینا کافی ہے کہ نیت کرتا ہوں ظہر کے فرض کی اللہ اکبر یا نیت کرتا ہوں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر اور چار رکعت نماز وقت ظہر منہ میرا طرف کعبہ شریف کے یہ سب کہنا ضروری نہیں چاہے کہے چاہے نہ کہے۔

مسئلہ:۔ اگر دل میں تو یہی خیال ہے کہ ظہر کی نماز پڑھتا ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو جاوے گی۔

مسئلہ:۔ اگر بھولے سے چار رکعت یا تین رکعت زبان سے نکل جاوے تو نماز ہو جاوے گی۔

(بہشتی ثمر حصہ دوم)

حضرت مسیح الامت قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ رونے کے یہ معنے نہیں کہ آنکھوں سے آنسو نکل آئیں بلکہ اصل معنی رونے کا یہ ہے کہ دل نرم ہو جائے اور شرم کے مارے ڈوب جائے یہ دل کا رونا ہی اصل رونا ہے۔

گناہ کے نقصانات

ساتواں نقصان ۔ بے حیائی کے افعال واعمال سے طاعون میں اور ایسی نئی نئی بیماریوں میں مبتلا کیا جاتا ہے جو پہلے لوگوں میں نہیں تھیں ۔ (آئندہ)

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں ۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

۴۳) کسی کی کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا

۴۴) سود دینا

۴۵) سود لکھنا

۴۶) سود پر گواہ بننا

۴۷) جھوٹ بولنا

۴۸) امانت میں خیانت کرنا

۴۹) وعدہ خلافی کرنا (آئندہ)

۱۔ الایمان باللہ وصفاتہ

اللہ اور اس کی صفات کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف : دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

نظر فرمودہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ

عقیدہ ۱۰ : اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خوبیوں اور کمال والا ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، وہ اور اس کی تمام صفتیں ہمیشہ ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، ان میں کمی اور اضافہ اور کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

عقیدہ ۱۱ : اللہ تعالیٰ کے لئے وہی نام بولے جائیں گے جن کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہے، اپنی عقل وقیاس سے اس کیلئے کوئی نام رکھنا جائز نہیں، اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ''توفیقی'' ہونے کا یہی مطلب ہے۔

عقیدہ ۱۲ : اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی چیز واجب اور ضروری نہیں ہے، وہ جو کچھ کرے مہربانی اور اس کا فضل ہے، وہ کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں ہے، وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے اختیار اور ارادہ سے کرتا ہے،

(اسلامی عقائد)

ہادیٔ عالم ﷺ

(بغیر نقطہ والی نعت)

ہر دم درود سرور عالم کہا کروں
ہر لمحہ محوِ روئے مکرم رہا کروں

اسمِ رسولؐ ہوگا مدا وائے دردِ دل
صلِ علیٰ سے دل کے دکھوں کی دوا کروں

ہر سطر اس کی اسوۂ ہادی کی ہو گواہ
اس طرح حالِ احمدِ مرسل لکھا کروں

معمور اس کو کرکے معریٰ سطور سے
ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں

گر مرحلہ گراں ہے مگر ہو رہے گا طے
اسمِ رسولؐ سے ہی درِ دل کو وا کروں

ہر دم رواں ہو دل سے درودوں کا سلسلہ
طے اس طرح سے راہ کا ہر مرحلہ کروں

دے دوں اگر رسول مکرم کا واسطہ
دل کی ہر ایک مراد ملے، گر دعاء کروں

اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں

اردو کو اک رسالۂ الہام دوں ولؔی
لوگوں کو دورِ ہادیٔ عالمؐ عطا کروں

مولانا محمد ولؔی رازی مدظلہم، صاحبزادہ مفتی محمد شفیع صاحب

اغراض و مقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء وارا کین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو شہر کی دو تین مساجد میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جابجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جز وقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWAT-UL-HAQ

43, Mulla Street, Pernambut - 635 810 Tamilnadu
Phone : 04171-231292

جواہر حکمت

نہ چت کر سکے گر تو اس پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے

ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سَو بار ٹوٹے تو سَو بار جوڑے

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ)